اسلام کی حقیقی نمائندہ تحریریں

# ماہنامہ نورِ توحید کرشنانگر، نیپال

۳۹واں سال

شعور و آگہی: وطن عزیز میں تعلیمی اصلاحات

ذی قعدہ ۱۴۴۷ھ - مئی ۲۰۲۶ء

مدیر مسئول

عبدالعظیم مدنی جھنڈانگری

شعبۂ دعوت واشاعت مرکز التوحید (جامعۃ خدیجۃ الکبریٰ) جھنڈانگر، کپل وستو، نیپال

# چار سنہری صفات والے

عبد العلیم بن عبد الحفیظ سلفی

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دین وخیر خواہی کے معاملے میں کبھی بھی تساہلی نہیں کرتے تھے، آپ کو جن باتوں کی اطلاع دی جاتی تھی، جو احکام وفرائض آپ کو بتلائے جاتے تھے، ان میں سےکوئی بات آپ اپنے پاس چھپا کرنہیں رکھتےتھے بلکہ فریضۂ رسالت کی ذمے داریوں کا احساس کرتے ہوئے ہر بات اور ہرحکم لوگوں تک پہنچا دیتے تھے،اللہ تعالی فرماتا ہے:۔﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾۔(اور یہ غیب کی باتوں کو بتلانے میں بخیل بھی نہیں)۔(التکویر:۲۴)۔،اور نبوت کا تقاضہ بھی تھا کہ آپ ہمیشہ امت کی خیر خواہی کی فکر کریں اوراس کے ساتھ ہی امت کی نصیحت اور وصیت میں بخل سے کام نہ لیں۔چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف سے عطا کی گئی ہر صفات جلیلہ اور قوت نبیلہ کا بروقت اور برمحل استعمال کرتے۔آپ کو جن خصوصیتوں سے نوازہ گیا تھا ان میں سے ایک جوامع الکلم یعنی مختصرالفاظ میں مکمل اور کثیر الفائدہ باتیں کرنا بھی تھا، چنانچہ حدیث کی کتابوں میں آپ کے جوامع الکلم اور جامع وصیتوں سے متعلق بیشمار روایتیں وارد ہیں، جن میں سے ایک جامع وصیت ونصیحت زیر تحریر حدیث ہے، جسے مختلف محدثین نے اپنی کتابوں میں مختصراور مکمل طریقے سے مختلف انداز اور اُسلوب میں روایت کیا ہے، جس کے اندر چار چیزوں کا تذکرہ ہے جس میں ایک انسان اور خاص طور سے ایک مسلمان کے لئے ہر طرح کا ظاہری اور باطنی دینی اور دنیاوی فائدہ مضمر ہے۔وہ وصیت کچھ یوں ہے:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: "الْمُؤْمِنِ؟، مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى أَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ، وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللهِ، وَالْمُهَاجِرُمَنْ هَجَرَالْخَطَايا وَالذُّنُوبَ"۔ ”حقیقی مومن وہ ہے کہ جس سے لوگ اپنے مالوں اور جانوں کے بارے میں پرامن رہیں، حقیقی مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے لوگ محفوظ رہیں، حقیقی مجاہد وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سلسلے میں اپنے نفس سے لڑے اور حقیقی مہاجر وہ ہے جو خطاؤوں اور گناہوں کو ترک کردے“۔(روایت کے الفاظ مسند احمد(۲۳۹۵۸)کے ہیں جو متابعت کی بنا پر حسن درجے کو پہنچتی ہے جبکہ روایت کے بعض الفاظ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کے اندر بھی ہیں نیز دیکھئے:سلسۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی:۵۴۹)۔

اس وصیت کے اندر چار طرح کی ان صفات کا ذکر ہے جن سے ایک مؤمن کا متصف ہونا نہایت ہی ضروری ہے اور وہ ہیں: حقیقی ایمان، حقیقی اسلام، حقیقی جہاد اور حقیقی ہجرت۔

(۱) حقیقی مؤمن: جب کسی دل میں ایمان اچھی طرح اپنی جگہ بنالیتا ہے تو اسے لامحالہ ہر طرح کے خیر اور کار خیر کی طرف رہنمائی ہی نہیں کرتا بلکہ اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ امانتوں کی ادئیگی میں کسی بھی طرح کی کوتاہی نہ کرے اور معاملات میں صدق وصفا کو اختیار کرے، نیز لوگوں کے خون و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت میں ہمیشہ کوشاں رہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا إِيمَانَ لِمَنْ لا أَمَانَةَ لَهُ"۔ "اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں (یعنی جو امانت دار نہیں)"۔ (مسند أحمد: ۱۲۳۸۳، علامہ البانی نے صحیح الجامع (۷۱۷۹) کے اندر صحیح کہا ہے)۔

چنانچہ جب کوئی فرد خیانت، دغا، عزتوں سے کھلواڑ، کینہ کپٹ، ڈاہ وحسد کی وجہ سے کسی کے مال ودولت اور جان وعزت کی طرف سے قابل بھروسہ نہ ہو تو اس کا ایمان کیسے مکمل ہوسکتا ہے؟۔

(۲) حقیقی مسلم: اسلام کا حقیقی معنی ہوتا ہے اللہ تعالی کے لئے مکمل سپردگی، اس کی عبودیت کی کماحقہ تکمیل اور اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت و پاسداری، چنانچہ اسلام تو اس وقت تک پورا نہیں ہوتا ہے جب تک ایک مسلمان دوسرے مسلمانوں کے لئے وہی چیز نہ پسند کرے جو وہ خود کیلئے پسند کرتا ہے اسی طرح اسلام اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک لوگ اس کی زبان ہاتھ کے شر سے محفوظ نہ ہوجائیں لہذا جس کی تکلیفوں اور شر سے لوگ محفوظ نہ ہوں تو اس کے مسلمان بھائیوں کے جو حقوق اس پر واجب ہیں اس نے انہیں کہاں ادا کیا؟۔

شر وفتن کے اس دور میں جہاں سائنس اور ٹیکنالوجی نے خوب ترقی کی ہے جس سے سوشل میڈیا کے ذریعہ خیر وبھلائی کو ایک دوسرے تک لمحوں میں پہونچانا آسان ہوگیا ہے، وہیں ان کے ذریعہ شر اور برائی کی توصیل بھی اپنی تمام تر شکلوں کے ساتھ بہت آسان اور زوداثر ہوچکی ہے۔ اس صورت میں ایک مسلمان کے لئے اس کی ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے اور اس کے اوپر ضروری ہوجاتا ہے کہ وہ کسی ایسے مواد کی نشر اور کتابت سے خود کو بچائے جو دوسروں کی تکلیف کا باعث بنے۔ اسے تو ہر لمحہ اس کوشش میں گزارنا چاہئے کہ لوگوں تک صرف وہی باتیں پہونچائے جن کے اندر ان کیلئے خیر اور بھلائی ہو اور وہ کسی بھی طرح کے شر اور فتنہ سے بچے۔ بلاشبہ یہ وسائل ایک مؤمن کیلئے بڑی آزمائش ہیں۔

(۳) حقیقی مجاہد: اس وصیت کے اندر تیسری صفت والے انسان کا بیان کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "والمُجَاهِدُ مَنْ جاهَدَ نَفْسَه فى طاعةِ الله"۔ "حقیقی مجاہد وہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے سلسلے میں اپنے نفس سے لڑے"۔ اس لئے کہ نفس نیکیوں کی ادائیگی میں سستی کا شکار ہوتا ہے اور مصیبتوں سے بہت جلد گھبراجاتا ہے، ان حالات میں صبر اور اللہ کی طاعت اور اس پر ثبات قدمی کے لئے زبردست مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے، چنانچہ نفس امارہ جو آدمی کو برائی پر ابھارتا ہے، وہ اسے کچل کر رکھ دیتا ہے، خواہشات نفس کا تابع نہیں ہوتا اور اطاعت الٰہی میں جو مشکلات اور رکاوٹیں آتی ہیں، ان پر صبر کرتا ہے، اور یہی

اصل جہاد ہے، کیونکہ وہ ان امور کی تکمیل کی کوشش کرتا ہے تاکہ اپنی ذمہ داریوں اور واجبات کو بخوبی ادا کر سکے۔اور یہ بھی یاد رہے کہ جب مسلمان اپنے نفس کے ساتھ جہاد میں کوتاہی کرتا ہے تو پھر اپنے دشمن سے جہاد میں کمزور پڑ جاتا ہے،اور دشمن اس پر غالب آجاتا ہے،امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:''اور جہاں کہیں (دنیا میں) کفار غالب نظر آتے ہیں،تو وہ محض مسلمانوں کے ان گناہوں کی وجہ سے ہے جن کی وجہ سے ان کے ایمان میں کمی واقع ہوئی۔پھر جب مسلمان اپنے ایمان کی تکمیل کے ذریعے توبہ کر لیتے ہیں،تو اللہ تعالی ان کی مدد فرماتا ہے؛ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (آل عمران:۱۶۵)۔(اور تم ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو،تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو)۔۔اور فرمایا:﴿أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ﴾۔(اور کیا جب تمہیں (غزوہ احد میں) کوئی تکلیف پہنچی، حالانکہ تم اس سے دگنی تکلیف (کفار کو غزوہ بدر میں) پہنچا چکے تھے، تو تم کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آ گئی؟ (اے نبی!) آپ کہہ دیجئے کہ یہ خود تمہاری طرف سے ہے)۔(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح:۶/۴۵۰)

(۴) حقیقی مہاجر: اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی وصیت میں آخری بات جو بتائی وہ یہ ہے کہ:''حقیقی مہاجر وہ ہے جو گناہوں کو چھوڑ دے''،یہ ہجرت ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور کسی بھی حال میں اس سے ساقط نہیں ہے، اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر شرک اور بدعت کو حرام قرار دیا ہے، اسی طرح حرام کاموں کے ارتکاب اور گناہوں پر اقدام کو حرام قرار دیا ہے اور اپنی اطاعت اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو واجب قرار دیا ہے۔ہجرت دو چیزوں کو شامل ہوتی ہے ایک ''کہاں سے'' ہجرت کیا۔اور دوسری ''کہاں کو'' ہجرت کیا۔چنانچہ حقیقی مہاجر غیر اللہ کی محبت سے ہجرت کر کے اللہ تعالی کی محبت تک جاتا ہے اور اللہ کے علاوہ کی عبودیت کو چھوڑ کر اللہ تعالی کی عبودیت کی طرف جاتا ہے اور اسی طرح غیر اللہ کا خوف، غیر اللہ سے امید اور غیر اللہ پر توکل کو چھوڑ کر اللہ کا خوف اسی سے امید ورجاء اور اسی پر توکل کو اختیار کرتا ہے۔اور غیر اللہ سے دعاء،سوال، اور اس کے لئے خضوع واستکانت کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالی سے ہی دعاء اسی سے سوال اور اسی کیلئے لئے خشوغ وخضوع اور استکانت کو اختیار کرتا ہے۔اور گناہ ومعاصی اور نافرمانی کو چھوڑ کر ان سے توبہ کی راہ اختیار کرتا ہے اور صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کی طرف ہی متوجہ ہوتا ہے اور اسی سے خوف ورجاء اور خشوع وتذلل اختیار کرتا ہے۔

اللہ رب العزت نے شرک، خواہشات کی پیروی اور معاصی کے ارتکاب سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے، چنانچہ حقیقی مہاجر وہی ہے جو ان گناہوں کو چھوڑ دے اور ایک اللہ کی طرف خلوص دل کے ساتھ متوجہ ہو جائے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا متبع بن جائے، اور گناہوں سے دوری اختیار کر لے۔